اندراج نمبر:3-989

(ماں باپ اور خالہ کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری نہیں)

کیا فرماتے ہیں مفتی حضرات اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا غریب ماں، باپ اور خالہ کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا بیٹے اور بھانجے پر ضروری ہے؟

ہماری گلی کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ جس طرح ماں، باپ کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری ہے، تو بالکل اسی طرح خالہ کی طرف سے بھانجے پر صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ حدیث میں خالہ کو بمنزلہ ماں کے کہا گیا ہے، تو مفتی صاحب آپ ہی ہم کو اس الجھن سے نکالئے کہ صحیح بات کیا ہے؛ کیونکہ ہم بہت پریشان ہیں۔

مستفتی: محمد نعیم-لسبیلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا و مصليًا

واضح رہے کہ صدقۂ فطر کے وجوب کا سبب "رأس یمونہ ویلی علیہ" (یعنی ایسا شخص جس کا نفقہ وخرچہ وغیرہ دوسرا آدمی برداشت کرتا ہے اور دوسرے آدمی کو اس شخص پر ولایتِ تامہ بھی حاصل ہوتی ہے) ہے اور چونکہ اپنے ماں باپ اور خالہ پر بیٹے کو ولایتِ تامہ حاصل نہیں ہوتی؛ اس لیے ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا بیٹے اور بھانجے پر ضروری نہیں، ہاں اگر مالدار والدین کی طرف سے ان کا بیٹا اور مالدار خالہ کی طرف سے اس کا بھانجا صدقۂ فطر تبرعًا ادا کردے، تو اس کی اجازت ہے۔

تنبیہ: حدیث میں جو خالہ کو بمنزلہ ماں کے کہا گیا ہے، وہ صرف شفقت وپرورش کے لحاظ سے کہا گیا ہے کہ خالہ بمنزلہ دوسرے رشتہ داروں کے بچہ کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے نہ کہ حقیقی ماں قرار دیا گیا ہے۔

لما جاء في «بدائع الصنائع»:

وأما السبب: فرأس يلزمه مؤنتــه ويلي عليــه ولاية كاملة ...

ولايلزمه أن يخرج عن أبويه، وإن كانا في عياله؛ لعدم الولاية عليهما.

(كتاب الزكاة، فصل في صدقة الفطر: ٢/ ٥٣٥-٥٤٠، ط: دارالكتب العلمية، بيروت)

وفي «الفتاوى التاتارخانية»:

ولايخرج عن سائر قرابته، وإن كانوا في عياله، وكذا لايخرج عن نوافله في ظاهرالرواية، وكذا لايخرج عن أبويه.

(كتاب الصوم، الفصل الثالث عشر في صدقة الفطر: ٣/ ٤٦٠، ط: مكتبة رشيدية، كوئته)

وكذا في «الخانية» على «هامش الهندية»:

(كتاب الصوم، فصـــل في صدقة الفطر: ١/ ٢٢٨، ط: ماجدية)

وفي «فتح الباري» شرح «صحيح البخاري»:

قوله: (وقال: الخالة بمنزلة الأم) أي: في هذا الحكم الخاص؛ لأنها تقرب منها في الحنو، والشفقة، والاهتداء إلى ما يصلح الولد؛ لمادل عليه السياق، فلا حجة فيه لمن زعم أن الخالة ترث؛ لأن الأم ترث، وفي حديث علي وفي مرسل الباقر «الخالة والدة، وإنما الخالة أم» وهي بمعنى قوله: بمنزلة الأم لا أنها أم حقيقية.

(كتاب المغازي، باب غزوة زيد بن حارثة: ٧/ ٦٣٤، ط: دار السلام) ــــــــــــــــــــــــــــــــ

والله تعالى أعلم بالصواب

محمد طاهر بن محمد سعيدعفاالله عنهما
المتخصص فى الإفتاء وعلوم الحديث
معهد عثمان بن عفان
1438/4/25هـ = 2017/1/23م

الجواب صحيح
محمد سليم عفاالله عنه
/٤/١٤٣٨ھ

الجواب صحیح
مسیح اللہ عفی عنہ
/٤/١٤٣٨ھ